QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

مولاناسید مناظر احسن گیلانی بحیثیت میلاد نامہ نگار؛ایک تجزیاتی مطالعہ

Mawlana Manazir Ahsan Gilani as a Meelad Nama Nigar; An analytical Study

Dr. Aman Ullah Rathore

Associate ProfessorIslamiat/Principal, Govt. Graduate College Daska Sialkot.

Email: arqamlahore@yahoo.com

It is a common contemporary practice to write "Meelad Namas". Birth related stories of Hazrat Mohammad (ﷺ) in Moulana Gilani's time.

Moulana Manazir Ahsan Gilani (1892-1956) was a great author he worked almost in every sphere/departments of Islam. It would have out of question if he did not pick his pen on the topic of MeeladNama.

So he wrote a book on the topic named 'Zahoor E Noor' (Naya Meelad Nama) which was an excellent example of his style of writing and collecting the information from related resources. According to some critics his resources and reference were not up to the mark; but his purpose to develop love and affection in the minds and hearts of whole Muslims was very beautifully made possible through this collection 'Zahoor E Noor'.

This article delve into scholarly discussion surrounds the comparison with other 'Meelad Namas' and also gives very useful information regarding stories and supernatural event of Hazrat Mohammad ﷺs' birth.

The events and supernatural things related to birth of Hazrat Mohammad ﷺ also shows greatness of Mohammad ﷺ and gives importance to his relations with God.

Key Words: Holy Prophet ﷺ, Birth Related Stories, Manazir Ahsan Gilani, Meelad Nama, Zahoor Nama.

تمہید:

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے دور میں میلاد نامے لکھنے کا بہت رواج تھا۔ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ چونکہ ایک بہت اعلیٰ مصنف تھے۔ اس لیے یہ بعید از قیاس تھا کہ مولانا اس پر کچھ نہ لکھتے۔

اس لیے انہوں نے ایک میلاد نامہ "ظہور نور" (نیا میلاد نامہ) کے عنوان سے مرتب کیا۔ چونکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہ صرف منفرد تھا بلکہ اس میں معلومات ایک خزانہ تھا۔ بعض نقادان کے علمی ذرائع کی صحت اور ثقاہت پر انگلی اٹھاتے ہیں لیکن ان کے خیال میں تاریخ کو مرتب کرتے ہوئے جس معیار کو مد نظر رکھا گیا ہے کم از کم وہ معیار ظہور نور کو ترتیب دیتے وقت رکھا گیا ہے۔ اس لیے ہم اس کو مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور عقیدت کو پیدا کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اس مقصد کے حصول میں وہ کسی حد تک ضرور کامیاب ہوئے ہیں۔

یہ مضمون مختلف لوگوں کی طرف سے لکھے گئے میلاد ناموں کے دو بیان تقابلی جائزہ لیتے ہوئے ان میلاد ناموں کے حوالے سے بہت سی مفید معلومات فراہم کرنا ہے۔ اس لیے میلادی مکاشفات اور مختلف واقعات کو بیان کر کے حضرت محمدؐ کی عظمت، اور ان کی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔

مولانا گیلانی کے دور میں میلاد نامے نثر اور منظوم لکھنے کا رواج تھا۔ اسی روش میں مولانا گیلانیؒ نے بھی "ظہور نور" کے نام سے میلاد نامہ تحریر فرمایا۔ مولانا کے میلاد نامہ کا جائزہ لینے سے پہلے میلاد ناموں کی تعریف و تاریخ کا مطالعہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

میلاد کا مفہوم

میلاد عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مادہ ولد (ول د) ہے۔ میلاد عام طور پر وقت ولادت کے معنوں میں مستعمل ہے۔ میلاد اسم ظرف زمان ہے۔

قرآن مجید میں ولد (ول د) کا استعمال

قرآن مجید میں مادہ ولد کل ۹۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور کلمہ مولود تین مرتبہ آیا ہے۔[1]

" وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ "[2] اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمہ ہوگا

لغات القرآن میں ہے کہ مولود اسم مفعول مفرد مذکر کے طور پر بھی آیا ہے۔

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ -[3] نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے۔

لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ [4]

''تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے''

---

[1] Muḥammada'bdul al-bāqīfawād, al-mu'jam al-mufharas, al-alfādh al-qurān al-karīm (qahirah: dar al-kutab, 1945), 63,64.

[2] Al-baqarah:2/233.

[3] Al-baqarah:2/233.

[4] Luqmān:31/33.

قرآن مجید میں اس مادہ ولد کا استعمال متنوع اور مختلف معانی میں نظر آتا ہے۔ اس کی وضاحت میں امام راغب اصفہانی یوں رقمطراز ہیں۔ فان لم یکن لہ ولد[5] اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہوں انی یکون لہ ولد[6] اس کے اولاد کہاں سے ہو" باپ کو والد اور ماں کو والدہ کہتے ہیں اور دونوں کو والدین کہا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ [7]

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو معاف کرنا" ولد کی جمع اولاد ہوتی ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۔ [8]

"تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے۔"[9]

اردو زبان میں لفظ میلاد

نور اللغات میں لفظ میلاد۔ مولود، مولد کے یہ معانی درج کیے گئے ہیں۔

۱۔ میلاد: (ع) پیدا ہونے کا زمانہ۔ پیدائش کا وقت

۲۔ مولود: جنا ہوا۔ زائیدہ وہ بچہ جو پیدا ہوا ہو۔ پیدا ہونے کے وقت پیدائش کا دن۔ میلاد۔ بیٹا، فرزند، پوت، وہ مجلس میں پیغمبر حضرت محمدؐ کی ولادت باسعادت کا بیان کیا جاتا ہے۔ وہ کتاب جس میں پیغمبر صاحب کی ولادت کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ مولود خواں وہ شخص جو رسولؐ مقبول کے میلاد کا بیان حاضرین مجلس کو سنائے، مولود شریف، میلاد کا دن۔ میلاد شریف۔ وہ مجلس جس میں رسولؐ کے پیدا ہونے کا حال بیان کیا جائے۔ مولودی مولود خواں۔ مولود پڑھنے والا۔

۳۔ مولد: زمان ولادت۔ جائے ولادت۔ پیدا ہونے کی جگہ۔ وطن، وقت، ولادت، وہ کتاب جس میں پیغمبر صاحب کی ولادت کا حال بیان کا جاتا ہے۔ پیدائش ولادت

روز مولد سے نہیں عیش وطرب قسمت میں
رمز یہ ہے کہ بشر ہوتے ہیں گریاں پیدا ناسخ[10]

اصطلاحی مفہوم

میلاد کے لغوی معنی میں اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے کہ اردو زبان میں اب لفظ ایک خاص مفہوم کی وضاحت وصراحت اور اک مخصوص اصطلاح کے طور پر نظر آتا ہے حسن مثنیٰ ندوی لکھتے ہیں "حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے تذکرے اور تذکیر کا نام محفل میلاد ہے اس تذکرے اور تذکیر کے ساتھ ہی اگر دلوں میں مسرت وخوشی کے جذبات کروٹ لیں۔ یہ شعور بیدار ہو کہ کتنی بڑی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز کیا اور اس کا اظہار بھی ختم الرسلؐ کی محبت واطاعت اور خداوند بزرگ وبرتر کی حمد وشکر کی صورت میں

---

[5]Al-nisā’:4:11.

[6]Nōḥ:81/28.

[7]Al-anfāl:8/28.

[8]Imāmrāghibaṣfahānī, mufridāt al-qurān, 995,996.

[9]Maulvīnōr al-ḥassannay’ar, nōr al-lughāt (Lakhnaō: nay’ar press pāṯānah, 1928), 858/4.

[10]ḥassanmathnānidwī, sayārah digest, mahnāmah (Lahōr:1973), 445/2.

ہو[11]۔اردو زبان و ادب میں میلاد نامے ،تولدنامے پیدائش نامے ، پیغمبر نامے ، مولدنامے اور ولادت نامے اہم موضوع میلاد یہ تصانیف ہیں۔ جبکہ نور نبیؐ، معراض النبیؐ، شمائل رسولؐ اور آپؐ کے معجزات، ارشادات اور تعلیمات کے ساتھ جزوی طور پر میلاد کا بیان نورنامے، معارج نامے، شمائل نامے اور ارشادنامے وغیرہ تصانیف میں ملتاہے۔

وفات نامے اور دردنامے میں حضورؐ کی وفات مبارکہ کا ذکر کیاجاتاہے۔ اردومیں" نامہ کے لفظ کے ساتھ ترکیب پاکرنام حاصل کرنے والی تصانیف نظم ونثر، دیگر احناف کی طرح فارسی اثرات کانتیجہ ہیں۔ اس قسم کے نامے مثلاً پند نامہ، شاہنامہ، سیاست نامہ وغیرہ فارسی میں عام تھے۔ ان سے متاثر ہو کر بر صغیر پاک وہند کے شعراء نے چکی نامہ، بوری نامہ، پنکھانامہ، ڈھول نامہ، چرخہ نامہ، قیامت نامہ، ماں باپ نامہ، فقرنامہ، عبرت نامہ، ظفرنامہ، وصیت نامہ، فال نامہ، خواب نامہ، میلادنامہ، معراج نامہ، شمائل نامہ اور نورنامہ وغیرہ کے نام سے نظمیں لکھیں جن میں سے بیشتر مذہبی موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں شمالی اور جنوبی ہند میں اس قسم کے نامے مختلف زبانوں میں کثرت سے لکھے گئے ہیں اور اردو کا دامن بھی ان سے خالی نہیں۔ اردو میں میلادنامے، معراج نامے، وفات نامے، شمائل نامے اور نور نامے وغیرہ آنحضرتؐ کی حیات مقدسہ اور سیرت طیبہ کے بعض مخصوص پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بیشتر میلاد نامے مثنویوں کی شکل میں ہیں۔ لیکن خالصتاً نثر میں بھی ہیں۔

بعض "ناموں" میں نثر اور نظم کا امتزاج ہے۔[12] اردو میں منظوم کتب سیرت کا آغاز گیارہویں صدی ہجری میں ہو چکا تھا۔ مثال کے طور پر مولود نامہ عبدالمالک سن تصنیف کے لحاظ سے قدیم ترین کتاب معلوم ہوتی ہے۔یہ ۱۰۰۹ھ /۱۶۰۱ء میں لکھی گئی ہے[13]۔ دکن میں کثرت سے میلادنامے، معراج نامے، نورنامے، وفات نامے اور شمائل نامے لکھے گئے۔ چنانچہ ویلوری کی روضہ الانوار سے لے کر دلی دکنی کے نعتیہ قصیدے تک اور پھر بعد کی دو صدیوں میں ان منظوم سیر اور کتب سیر کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔[14] قدیم اردو (دکنی) کی اکثر مثنویاں یا تو فارسی سے ترجمہ کی گئی تھیں یا ان سے ماخوذ تھیں۔ اس لیے دکنی شعراء نے نہ صرف ان کو اردو نظم میں منتقل ،بلکہ باقاعدہ طبع زاد مثنویوں بھی لکھیں۔ جنہیں موضوع کی مناسبت سے مولودنامہ، معراج نامہ، وفات نامہ، شمائل نامہ یا نورنامہ کا نام دیا گیا۔

مولودنامہ

اس میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کا حال قلمبند کیا جاتاہے۔ بنیادی طور پر تو یہ صنف حضور اکرمؐ کی پیدائش کے لیے وقف ہے۔ لیکن بیشتر مولودناموں (یا میلادناموں یا تولدناموں) میں آپؐ کی ولادت سے لے کر وفات تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ گویا مولودنامہ منظوم سیرت رسول اکرمؐ کا دوسرانام ہے۔[15]

[11]Dr Anwar maḥmōdkhālid, urdunathar main sīratrasōl (Laḥor: Iqbāl academy, 1989), 131,132.

[12]Maqālah, urdu main fan sawāneḥnigarikāirtaqa', 19.

[13]Maulānāa'bdulmājiddaryābādī, aḥwālwaāthār, 366.

[14]Urdu nathar main sīratrasōl, 32,33.

[15]Urdu encyclopedia, 944.

میلاد اور سیرت

سیرت کے اصطلاحی معنی نبی کریمؐ کے حالات زندگی اور اخلاق وعادات کا بیان ہے[16]۔ جبکہ میلاد میں حضور اکرمؐ کی ولادت مقدسہ کے واقعات کا بیان ہوتا ہے اس میں خاص طور پر ان برکات و معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اس دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے رونما ہوئے۔[17]

میلاد اور نعت

ایسی تمام منظومات جن میں نبی کریمؐ سے محبت وعقیدت کا اظہار کیا جائے یا آپ کے شمائل و خصائل بیان کئے جائیں۔ نعت کے زمرے میں آتے ہے۔ڈاکٹر فرحان فتح پوری نعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اولا آنحضرت کی مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا لیکن اردو اور فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرتؐ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے"[18]

نعت کی تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میلاد اور نعت میں ایک نازک سی حد فاصل ہے، میلاد میں بالتخصیص حضور اکرمؐ کی ولادت مقدسہ سے متعلق احوال وبرکات کا بیان اور اس سے حصول ثواب وشفاعت طلبی اور خیر جوئی مقصود رہاتا ہے۔ نعت آپؐ کی پوری سیرت پر محیط ہے اس کا دائرہ میلادیہ منظوبات کی نسبت بہت وسیع ہے۔ اور اس میں آپؐ کی پوری سیرت النوع سماجی، تہذیبی اور ثقافتی پہلو بھی نعت کے موضوع میں در آئے ہیں۔[19]

میلاد میں درودوسلام

میلاد نامہ منظوم ہو یا نثر میں درود سلام ان کا حصہ بالعموم رہا ہے۔ جیسا کہ "ظہور نور" میں بھی مولانا گیلانیؒ نے ماہر القادری کا سلام اپنے میلاد نامہ کا حصہ بنایا ہے۔[20]

سلام کے بارے میں شمیم احمد لکھتے ہیں:

"وہ نظمیں جن میں حضور سرور کائنات کی تعریف کی جاتی ہے اور جن میں لفظ سلام ہوتا ہے وہی سلام کہلاتی ہیں۔"[21]

مولانا شبلی نعمانی نے سلام کے آغاز پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے

"میلاد نگاروں اور شعراء نے غزل کی طرح سلام ایجاد کیا سلام کی بحر وہی ہوتی ہے جو غزل کی ہوتی ہے غزل کی طرح مضمون کے لحاظ سے ہر شعر الگ الگ ہوتا ہے سلام کی خوبی یہ ہے کہ طرح شگفتہ اور نئی بندش سادہ اور صاف، مضمون دردانگیز اور پر تاثیر ہو"[22]

---

[16]Drriyāḍmajīd, urdu main na'tgū'ī, 211.

[17]Drfarḥānfataḥpōrī, urduna'tīyahshā'irī, 21.

[18]Urdu main mīlād al-mabī, 97.

[19]ḍahōrnōr gīlānī,21.

[20]Shamīmaḥmad, darsbalāghat (New delhī: urdubeuru, S.N), 155.

[21]Shiblīna'mānī, mawāznahanīswadabīr, 212.

[22]Draḥsanzaidī, urdu main manqabatnigari (Lāhōr: fīr edition Ph.D, punjāb university)

ڈاکٹر احسن زیدی لکھتے ہیں:

"سلام میں الفاظ وتراکیب کا حسن انتخاب موسیقی کا سماں باندھ دیتا ہے۔کلام میں جذب و مستی اور کیف و سرور کی فضا سننے والے کو مسحور کر دیتی ہے۔"[23] جائزہ لینے کے لیے پہلے ہم شمالی ہند کے میلاد ناموں کا مجموع جائزہ پیش کرتے ہیں۔

عصر حاضر کے میلاد نامے

اب ہم اس دور میں آتے ہیں جس دور میں مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کا میلاد نامہ "ظہور نور" منظر عام پر آیا۔یعنی (۱۳۷۳ھ) یہ وہ دور ہے کہ جب برصغیر اور پورے عالم میں بڑے عظیم واقعات رونما ہوئے۔برصغیر کی تقسیم کی صورت میں پاکستان اور ہندوستان دو علیحدہ مملکتیں وجود میں آئیں۔مظفر عالم جاوید صدیقی لکھتے ہیں

> "اس دور کے میلاد ناموں میں بھی بنیادی موضوعات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی،البتہ عصری رجحانات و میلانات جو ملی و مذہبی اور قومی سیاسی تحریکوں دے پیدا ہوتے رہے۔ان سے میلاد نگار متاثر ہوئے۔ماوی سائنسی ترقی کے مقابلے میں مسلمانوں کی ایک مرکز پر جمع ہونے کی آرزو،امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا تذکرہ اور روحانی و اخلاقی اقدار کی بازیابی کے جذبات کے عکاسی بھرپور انداز میں نظر آتی ہے۔"[24]

وہ مزید لکھتے ہیں

> "اس دور کے میلاد ناموں میں نبی کریمؐ کی سیرت و سوانح کے واقعات و خصائل و شمائل، اوصاف حمیدہ، حضورؐ کی عظمت، ختم نبوت اسمائے رسول کریمؐ کتب سابقہ کی مبشرات اور مناقبت صحابہ کبارؓ کو موضوعات ملتے ہیں۔اور اس دور کے میلاد نامے دیگر ادوار کے مقابلے میں زیادہ مستند اور معتبر حوالوں سے مزین کر کے لکھے گئے ہیں۔انداز تحریر میں سنجیدگی و متانت اور وقار کے ساتھ ساتھ شگفتگی اور تاثیر کی کمی نہیں ہے"۔[25]

اس دور کے میلاد نگاروں میں درج ذیل نام معتبر ہیں۔محمد شفیع علی خاں اختر رضوی، محمد بدرالدین خاں، مولانا مفتی محمد شفیع، حافظ محمد اسحاق صابری چشتی، عزیزالدین احمد قادری، مولوی عبدالستار جالندھری، مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی، علامہ سحاب اکبر آبادی، مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی نصرت، مولانا ابوالکلام آزاد، سید علی نقی، غلام مصطفیٰ کوثر، سید حمید الدین احمد، مفتی غلام معین الدین، بہزاد لکھنوی، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، نثار احمد محشر رسول نگری، علامہ سید محمد سعید کاظمی، علامہ حامد الوارثی، اشفاق حسین قریشی، مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، کوثر نیازی، سید محمود احمد رضوی وغیرہ۔[26]

ظہور نور کا تحقیقی جائزہ

ظہور نور (نیا میلاد نامہ) چھوٹے سائز کے ۵۲ صفحات پر مشتمل کتابچہ ہے۔حسب دستور دو قرآنی آیات تحریر کرنے کے بعد حضرت حسان بن ثابتؓ کی نعت کے بعد جناب ماہر القادریؒ کی تبحر علمی کا ذکر بھی کرتے ہیں اور اسے موجود دنیا کے لیے مینارۂ نور قرار دیتے ہیں۔[27]

---

[23] Urdu main mīlād al-nabī, 772.

[24] Urdu main mīlād al-nabī, 283.

[25] Urdu main mīlād al-nabī, 283

[26] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, dībāchah, 1.

[27] Maulānāabdulmājiddaryābādī,taṣarahkutab (Lakhnaō: ṣidqjadīd, haftahrōzah, 13 August, 1954), 4.

ولادت نبوی کے متعلق یہ ایک نئے اور نرالے طرز کا تحقیقی مقالہ مولانا گیلانی کے قلم سے تقریباً ۳۰ سال قبل ماہنامہ "النور" (دکن) کے نمبروں میں نکلا تھا۔ اور صدق کے نقش اول "سچ" میں مولانا کے بعض صاحب علم شاگردوں کی حسن توجہ سے شائع ہوا ہے۔ اور ان کل خصوصیات کا حامل ہے۔ جو مولانا گیلانی کے قلم سے وابستہ ہو چکے ہیں[28]۔ دیباچہ میں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ ایک خوبصورت خیال کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"دنیا کے یہودی اور عیسائی اپنے اپنے دین کا پیغمبر جن بزرگوں کو مناتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ و عیسیٰ ان دونوں اولوالعزم جلیل القدر پیغمبروں کے "میلادنامے" کافی تفصیل کیساتھ مسلمانوں کی آسمانی کتاب "القرآن الحکیم" کے جز بنا دیئے گئے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرنے والا ہر مسلمان ان "قرآنی میلادناموں" کی تلاوت کو بھی سعادت حاصل کرتا رہتا ہے۔ اسی بنیاد پر بعض روشن ضمیر بزرگوں کا یہ قول مستحق توجہ ہے کہ قرآن کے بعد آسمان سے کسی نئی کتاب کے اترنے کی راہ اگر کھلی رہتی تو کچھ تعجب نہ ہوتا اگر اس میں خاتم النبیین امام المرسلین محمد رسول اللہؐ کے "میلادنامہ" کو بھی جزو بنا دیا جاتا۔[29]

"ظہور نور کے فہرست ابواب پر نظر ڈالی جائے تو اس میں سب سے پہلے مولانا گیلانیؒ نے وقوع سے پہلے واقعات، میلاد مبارک کا انکشاف صدیوں پہلے، ماضی کی روایات کی تصدیق مستقبل کی روایتوں کا ذکر ہے۔ پھر اس کے بعد میلادی مکاشفات کا ذکر جن کی تعداد ۳۰ ہے۔ یہ ساری روایات میلادالنبیؐ کے بارے ہیں۔ پاس وہ مکاشفات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مطلبی بشارت	۷۔ اسم مبارک کی بشارت	۱۳۔ دائی جنائی کا مکاشفہ	۱۹۔ سارے نبی آدم کے سردار کی بشارت	۲۵۔ جھنڈیوں کا مکاشفہ
۲۔ نور کا افشا	۸۔ طیری مکاشفہ	۱۴۔ غیبی عورتوں کا مکاشفہ	۲۰۔ سلاطین پچھاڑے گئے	۲۶۔ سفید ابر کا مکاشفہ
۳۔ آخری حجاب مادری	۹۔ مثالی ہستیوں کا مکاشفہ	۱۵۔ مہر نبوت کا مکاشفہ	۲۱۔ حضرت مسیح کی بشارت	۲۷۔ فتح عالم کی بشارت
۴۔ یسعیادہ نبی کی بشارت	۱۰۔ شربت کا مکاشفہ	۱۶۔ شجری رویا	۲۲۔ صوتی مکاشفہ	۲۸۔ روشنی مکاشفہ
۵۔ قریش کے حیوانات کا مژدہ	۱۱۔ کائنات پر وجہ کائنات کی پیشی	۱۷۔ حجاب پدری کے آثار	۲۳۔ فاطمہ بنت عبداللہ کا مکاشفہ	۲۹۔ ایک یہودی جوتشی کا مکاشفہ
۶۔ ناک کے قیافہ سے شناخت، یہودی جوتشی کی پیش گوئی	۱۲۔ ایک دوسرے یہودی جوتشی کا مکاشفہ	۱۸۔ امت کے سردار کی بشارت	۲۴۔ نقیب کی آوازوں کا مکاشفہ	۳۰۔ قیصر وکسری، بحیرہ ساوہ، آتش کدہ ایران کے واقعات

[28] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, dībāchah, 1.

[29] Urdu main mīlād al-nabī, 721.

یہ وہ مکاشفات ہیں جو آپؐ کی ولادت باسعادت کی پیشن گوئیاں ہیں اور اس کو مولانا گیلانیؒ نے مختلف روایات کی وساطت سے پیش کیا ہے ۔کتاب کے آخر میں مولانا گیلانیؒ نے اپنی ایک خوبصورت نعت کے ساتھ ماہر القادری کی ایک نعت جو ظہور قدسی کے نام سے ہے اور ان کا سلام جس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ برصغیر پاک وہند کے ہر کونے میں زبان زد عام ہو گا۔اس کے بعد ایک نعت ابو الفضل سید محمود قادری کی درج ہے۔اور یہاں میلاد نامہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔

ظہور نور کے لئے مولانا گیلانیؒ نے جن روایات اور منابع کا سہارا لیا ہے۔وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔رحمته اللعلمین قاضی سلیمان منصور پوری	۲۔ماہنامہ النور حیدرآباد دکن	۳۔توراۃ، انجیل، یوحنا، متی	۴۔سیرۃ ابن ہشام	۵۔فتح الباری جلد۷، مطبوعہ مصر
۶۔المواهب للدینه بالمخ المحمدیه للعلامه القسطانی	۷۔المسدترک الحاکم	۸۔شرح العلامہ الزرقانی	۹۔بخاری شریف	۱۰۔مسلم شریف
۱۱۔روضتہ الانف از محدث سہیلی	۱۲۔جامع ترمذی	۱۳۔واقدی	۱۴۔بیہقی	۱۵۔ابو نعیم
۱۶۔کتاب یسیعاہ نبی، انجیل متی	۱۷۔الخراطی	۱۸۔ابن عساکر	۱۹۔ابن جریر طبری	۲۰۔ابو نعیم فی الحلی وزرقانی

گزشتہ صفحات میں میلاد ناموں کی تعریف و تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے جو بات ذہن میں آتی ہے وہ میلاد ناموں کی نوعیت اور مواد کے بارے میں ہے، اکثر نثری میلاد ناموں کا رنگ اور آہنگ ایک جیسا ہے ظہور نور کو بھی ہم نثری میلاد نامہ ہی کہیں گے اگرچہ اس میں لغتیں اور سلام بھی شامل ہیں۔ میلاد ناموں میں مصنفین نے یا تو ولادت باسعادت کا ذکر کیا ہے ۔ یا پھر ولادت کے بعد کے واقعات، معراج النبیؐ اور آپؐ کے بعض معجزات کو اپنا موضوع سخن بنایا ہے۔لیکن ظہور نور کی خصوصیت اور انفرادیت یہی ہے کہ اس میں ولادت باسعادت کی پیشن گوئیوں کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔اور اس کو دلائل کے ساتھ مولانا گیلانیؒ نے ثابت بھی کیا ہے۔مظفر عالم جاوید مولانا گیلانیؒ کے ظہور نور کے بارے میں بالکل صحیح لکھتے ہیں۔

''سید مناظر احسن گیلانیؒ کا میلاد نامہ ''ظہور نور''میں نبی کریمؐ کے میلاد و سیرت کا مدلل اور ولولہ انگیز بیان ہے۔اس میں آپؐ کے نور مقدس، ولادت مبارکہ اور معجزات ولادت کا بیان ہے۔واقعات کے بیان میں تاریخی ترتیب کا التزام نہیں ہے۔ان کی عبارات سے ان کے علم و فضل، کثرت معلومات اور دقت نظر کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے''۔[30]

مولانا گیلانیؒ نے آپ کی ولادت باسعادت کے جن مکاشفات کا ذکر کیا ہے اس کے لیے انہوں نے روایات کا سہارا بھی لیا ہے۔لیکن مولانا گیلانیؒ کی یہ خوبی ہے کہ صرف روایات پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس ظہور نور میں بیان کردہ میلادی روایات کے لیے دلائل بھی دیتے تھے۔

ظہور نور میں بیان کردہ میلادی روایات کا تنقیدی جائزہ:

نمبر ا: ظہور نور میں مولانا گیلانیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے۔

---

[30]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, dībāchah, 21.

"حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کی سردیوں کا موسم تھا اور میں تجارت کی غرض سے یمن جا رہا تھا۔ راہ میں ایک یہودی جوتشی سے ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا اے عبد المطلب کیا تم مجھے اجازت دے سکتے ہو کہ میں تمہارے بدن کو دیکھوں آپ نے فرمایا کہ ستر عورت کے سوا جس حصے کو چاہو دیکھ سکتے ہو۔ اس نے میری ناک کے دونوں نتھنوں کو پکڑا اور غور سے دیکھنے لگا اس کے بعد بولا کہ "میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک نتھنے میں نبوت ہے اور دوسرے میں بادشاہت اس کے بعد اس نے مشورہ دیا کہ "اگر نبی زہرہ کے قبیلہ میں تم نکاح کروگے تو یہ بات حاصل ہو سکتی ہے"[31]

سید سلیمان ندویؒ اس روایت کو ابو نعیم، حاکم بہیقی اور طبرانی کے حوالے سے بیانکرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان مصنفوں کا مشترک راوی عبد العزیز بن عمران الزہری ہے۔ اس کی نسبت میزان میں ہے کہ امام بخاری نے کہا اس کی حدیث نہ لکھی جائے، نسائی نے کہا متروک ہے یحیٰ نے کہا، شعر و شاعری کا آدمی ہے۔ ثقہ نہ تھا۔ عبد العزیز کے بعد کا راوی اس میں یعقوب بن زہری ہے جس کی نسبت ابن معین کہتے ہیں کہ اگر ثقافت سے روایت کرے تو خیر لکھو۔ ابو زرعہ نے کہا وہ کچھ نہیں، وہ واقدی کے برابر ہے امام احمد نے کہا وہ کچھ نہیں اس کی حدیث لاشے کے برابر ہے ساجی نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں بعض اور مجہول بھی ہیں۔ حاکم نے مستدرک میں اس کو روایت کیا ہے۔ لیکن امام ذہبی نے نقد مستدرک میں یعقوب اور عبد العزیز دونوں کو ضعیف کہا ہے۔[32]

نمبر ۲: اس طرح ظہور نور میں ایک بیان کردہ روایت اس طرح ہے۔

> "حضرت عبد اللہ کو حضرت عبد المطلب اس لیے لے جا رہے تھے کہ آپ کا نکاح کر دیں۔ راہ میں ایک بیراگن جو یہودن تھی، نام جس کا فاطمہ بن مر تھا اس نے حضرت عبد اللہ میں یکا یک روشنی کا مشاہدہ کیا اور بڑھ کر ان سے ملی، ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اس نور کو اس تک منتقل کریں لیکن آپ نے انکار کر دیا"[33]

اس ضمن میں سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں۔

"یہ روایت الفاظ اور جزئیات کے اختلافات کے ساتھ ابن سعد، خرائطی ابن عساکر، بہیقی، ابو نعیم میں مذکور ہے۔ ابن سعد میں تین طریقوں سے اس کی روایت ہے ایک طریقہ میں پہلا راوی واقدی ہے۔ دوسرے میں کلبی ہے یہ دونوں مشہور دوروغ گو ہیں۔ تیسرا طریقہ ابویزید مدنی تابعی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ ابویزید مدنی کی اگرچہ بعض ائمہ نے توثیق کی ہے مگر مدینہ کے شیخ الکلام امام مالک فرماتے ہیں کہ میں اس کو نہیں مانتا۔ ابو زرعہ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ابو نعیم نے چار طریقوں سے اس کی روایت کی ہے۔ لیکن کوئی ان میں قابل وثوق نہیں۔ ایک طریقہ میں نضر بن سلمہ اور احمد بن محمد بن عبد العزیز عمر و الزاہری اور یہ تینوں نام معتبر ہیں۔ تیسرے سلسلہ میں مسلم بن خالد الزنجی ہیں۔ جو ضعیف سمجھے جاتے ہیں اور متعدد مجاھیل ہیں۔ چوتھا طریقہ یزید بن شہاب الزہری پر ختم ہے اور وہ اپنے آگے کا سلسلہ نہیں بتاتے اور ان کا حال بھی نہیں معلوم، بہیقی کا سلسلہ وہی تیسرا ہے۔ خرائطی اور ابن عساکر کو یوں بھی اعتبار نہیں"۔[34]

---

[31] Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 408/3.

[32] Ibn-e-a'bāsibna'sākirkharā'ṭī.

[33] Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 409/3.

[34] Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 409/3.

نمبر ۳: قیصر و کسریٰ، بحیرۂ ساوہ خشک ہونا آتش کدہ ایران کا بجھ جانا، وغیرہ واقعات کو بھی مولانا گیلانیؒ نے روایت کیا ہے اور اس کو انہوں نے بیہقی و ابو نعیم والخرائطی وابن عساکر وابن جریر طبری کے حوالہ سے لکھا ہے۔ سید سلیمان ندویؒ ان راویوں کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''ان سب کا مرکزی راوی مخزوم ابن ہانی ہے۔ جو اپنے باپ ہانی مخزومی (قریش) سے جس کی ڈیڑھ سو برس کی عمر تھی بیان کرتا ہے۔ ہانی کے نام کا کوئی صحابی جو مخزومی قریشی ہو اور ڈیڑھ سو برس کی عمر رکھتا ہو معلوم نہیں۔ اصابہ وغیرہ میں اسی روایت کے سلسلہ میں ان کا نام مشکوک کا طریقہ سے آیا ہے ان کے صاحبزادہ مخزوم بن ہانی سے محدثین میں بھی کوئی شناسا نہیں۔ نیچے کے راویوں کا بھی یہی حال ہے یہاں تک کہ ابن عساکر جیسے ضعیف روایتوں کے سرپرست بھی اس روایت کو
غریب کہنے کی جرات کرتے ہیں اور ابن حجر جیسے کمزور روایتوں کے سہارا اور پشت پناہ بھی اس کو مرسل ماننے کو تیار ہیں۔ ابو نعیم کی روایت میں محمد بن جعفر بن احین مشہور وضاع ہے''[35]

مولانا گیلانی نے اس روایت پر شک کرنے والوں کو جواب دیا ہے جو کہ آخر میں آئے گا۔

نمبر ۴: روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے۔ مشہور صحابی عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی والدہ ماجدہ جن کا نام شفاء بنت عوف ہے فرماتی ہیں کہ ''میں ولادت کے وقت زچہ خانہ میں تھی میرے ہاتھ پر آپؐ پیدا ہوئے اسی حال میں کہ یکایک حجابات اٹھ گئے۔ اور میرے سامنے مشرق و مغرب کے تمام درمیانی علاقے آ گئے۔ یہاں تک کہ مجھے شام کے بعض قلعے بھی نظر آئے، اس کے بعد یکایک مجھے کسی چیز نے ڈھانک لیا جس سے میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی[36]۔ یہ حکایت ابو نعیم میں ہے اس کے بیچ کا راوی احمد بن محمد بن عبد العزیز زہری نامعتبر ہے اور اس کے دوسرے راوی سست مجہول الحال ہیں''[37]

نمبر ۵: اس طرح اسم مبارک کی بشارت والی روایت مولانا گیلانیؒ نے زرقانی، مستدرک حاکم ابن حیان وغیرہ کے حوالے سے بیان کی ہے۔ سید سلیمان ندوی بیان کرتے ہیں۔

''یہ قصہ ابو نعیم میں ہے جس کا راوی ابو غزیہ محمد بن انصاریٰ ہے۔ جس کی روایتوں کو امام بخاری منکر کہتے ہیں ابن حبان کا بیان ہے کہ دوسرے کی حدیثیں چرایا کرتے تھے۔ اور ثقات سے موضوع روایتیں بنا کر بیان کیا کرتا تھا۔ متاخرین میں حافظ مراقی نے اس روایت کو بے اصل اور شامی نے بہت ہی ضعیف کہا ہے ابن اسحاق نے بھی اس کو بے سند روایت کہا ہے۔ ابن سعد میں یہ روایت واقدی کے حوالہ سے ہے۔ جس کی دروغ گوئی محتاج بیان نہیں'' ۹۳ھ[38]

نمبر ۶: مولانا گیلانیؒ نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں ایک جانوروں کا ایک دوسرے کو مژدہ سنانا کہ آنحضورؐ تشریف لے آئے ہیں۔ اس طرح حضرت آمنہؓ کا سفید شربت کو دودھ سمجھ کر پی لینا اور شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا اور پھر طیری مکاشفہ کے ساتھ ساتھ جھنڈوں کا مکاشفہ بھی آپ نے ابو نعیم سے نقل کیا ہے۔[39]

---

[35]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 34.

[36]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 409/3.

[37]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 409/3.

[38]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 28,29.

[39]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 412/3.

سید سلیمان ندوی اس بارے میں یوں تبصرہ کرتے ہیں:

"یہ روایت ابو نعیم میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے اور سند کا سلسلہ بھی ہر طرح درست ہے مگر اگر کسی کو اسماء الرجال سے آگاہی نہ بھی ہو تو اور وہ صرف ادب عربی کا صحیح ذوق رکھتا ہو تو وہ فقط روایت کے الفاظ اور عبارت کو دیکھ کر یہ فیصلہ دے گا کہ یہ تیسری، چوتھی صدی کی بنائی ہوئی ہے۔ اس میں یحیٰ بن عبد اللہ البابلی اور ابو بکر بن ابی مریم ہیں۔ پہلا شخص بالکل ضعیف ہے اور دوسرا نا قبل صحت ہے۔ اور ان کے آگے کے راوی سعید بن عمرو الانصاری اور ان کے باپ عمرو الانصاری کا کوئی پتہ نہیں"۔[40]

نمبر ۷: ایک روایت ظہور نور میں بیان ہوتی ہے جس میں حضرت آمنہؓ کہتی ہیں۔

"جب آپؐ پیدا ہوئے تو ایک روشنی چمکی جس سے تمام مشرق و مغرب روشن ہو گیا[41]۔ اس روایت کو مولانا مودودی نے بھی اپنی تصنیف سیرت سرور عالمؐ میں بیان کیا ہے۔"[42]

مگر سید سلیمان ندویؒ کا نقطۂ نظر مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں

> "یہ حکایت ابن سعد میں متعدد طریقوں سے مذکور ہے۔ مگر ان میں سے کوئی قوی نہیں اس کے قریب قریب ابو نعیم اور طبرانی میں روایتیں ہیں ان کا بھی یہی حال ہے"[43]

نمبر ۸: مولانا گیلانیؒ نے ایک یہودی کا مکاشفہ بھی بیان کیا ہے۔ جس میں وہ یہودی لوگوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ عموماً لوگ لاعلمی ظاہر کرتے وہ بولا کہ آج اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے۔[44]

مولانا گیلانیؒ نے یہ روایت حاکم کی مستدرک اور فتح الباری ابن حجر کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ سید سلیمان ندوی کے خیال میں حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مگر اہل علم مانتے ہیں کہ حاکم کا کسی روایت کو صحیح کہنا ہمیشہ تنقید کا محتاج رہتا ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے تلخیص مستدرک میں حاکم کی تردید کی ہے۔ اس کا سلسلہ روایت یہ ہے کہ یعقوب ابن سفیان فسوی ابو غسان محمد یحییٰ کنانی سے اور یہ اپنے باپ (یحییٰ ابن علی کنانی) سے اور وہ محمد بن اسحاق (مصنف سیرت) سے روایت کرتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ ہے کہ ابن اسحاق نے خود اپنی سیرت سے یہ روایت نہیں لی ہے ابو غسان محمد بن یحییٰ کو گو بعض محدثین نے اچھا کہا ہے۔ مگر محدث سلیمانی نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے ابن حزم نے ان کو مجہول کہا ہے۔ بہر حال ان تک غنیمت ہے مگر ان کے باپ یحییٰ بن علی کا کہیں کوئی ذکر نہیں کہ یہ کون تھے اور کب تھے۔[45]

مولانا گیلانیؒ کے دلائل

واقدی کے بارے میں مولانا گیلانی کا نقطہ نظر

"اس زمانہ میں بعض خاص نقطہ، نظر رکھنے والے مصنفین نے واقدی بے چارے کو کچھ اس طرح بدنام کیا ہے کہ کسی روایت کی وقعت کھو دینے کے لیے واقدی کا نام کافی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک شدید اور خطرناک مغالطہ ہے۔ مجھے تو اس میں بھی غیروں کی سیہ کاریوں

---

[40] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 34.

[41] Syed Maulānāabū al-a'lāmoudōdī, sīratsarwara'lam (Lāhōr: idārahtarjumān al-qurān, 1989), 95/2.

[42] Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 414/3.

[43] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 37.

[44] Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 414/3.

[45] Maulānāgīlānī, imam abōḥanīfahkīsiyāsīzindagi, 55.

کی جھلک نظر آتی ہے حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جہادی روح کو تر و تازہ رکھنے میں دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ واقدی کی کتابوں کا بھی ایک ہزار سال سے بہت بڑا حصہ ہے۔ ہندوستان میں بھی مسلمانوں میں نئی زندگی پیدا کرنے کا خیال بعض لوگوں میں جب پیدا ہوا تھا تو آج سے تقریباً سو سال پہلے اردو زبان میں واقدی کی کتابوں کا ترجمہ کر کے اسلامی گھرانوں میں پھیلا دیا گیا تھا۔ بلکہ شاہ نامہ کے وزن پر پوری تاریخ واقدی کو ٹونک کے ایک مجاہد خاندان کے رکن نے نظم کا لباس ہی پہنا دیا تھا۔ پچھلے دنوں واقدی کو جو بدنام کہا گیا تو اس کی کتابوں سے مسلمانوں کی دلچسپیوں کو دیکھتا ہوں کہ کم ہو گئی ہیں۔ بہر حال واقدی در حقیقت اتنا غیر معتبر راوی نہیں ہے کہ اس کی کتابوں کی روایتوں کی وقعت دنیا کی عام تاریخی کتابوں سے کسی حیثیت سے بھی گری ہوئی ہو۔ ائمہ نقد نے واقدی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا تعلق احکام و عقائد کے حدیثوں سے ہے جن سے اسلامی قانون پیدا ہوتا ہے۔ بہر حال مورخ ہونے کی حیثیت سے کوئی وجہ نہیں کہ دنیا کے دوسرے مورخوں کی صف میں مسلمانوں کو یہ مورخ کسی حیثیت سے بھی قابل اعتماد سمجھا جائے۔"[46]

مکاشفاتی روایات پر حیرت کیوں۔۔۔؟

مولانا گیلانیؒ آنحضورؐ کی بعثت مبارکہ کے بارے میں مکاشفاتی روایات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "اگر ظہور سے پہلے اس کی غیبی تجلیوں کا کشف کسی کو خواب میں یا کسی کو بیداری میں ہوا تو اچنبا کرنے والے کیوں پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا۔ اور کیسے ہوا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کی ہر سچی جھوٹی روایت پر ایمان لے آنا چاہیے۔ محدثین نے تنقید روایات کے جو اصول مقرر کیے ہیں ان سے لاپرواہی اختیار کر کے میرا قطعاً مدعا یہ نہیں ہے کہ دیوانے جو کچھ پھیلاتے رہیں اس ابلہوں کا طبقہ بلا چون وچرا مانتا چلا جائے"[47]

مولانا گیلانیؒ آنحضورؐ کی ولادت باسعادت کو غیر معمولی واقعہ سمجھتے ہیں۔ اور یقیناً ایسے ہی ہے ان کا خیال ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے چند علامتی مکاشفات اگر خواب میں یا بیداری میں اگر ہا جائیں تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"بہر حال عقل کا تقاضا یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے قرب ظہور سے پہلے غیب کے مختلف پردوں پر آمد آمد کی یہی ہنگامہ آرائیاں خواب یا بیداری میں لوگوں پر اگر منکشف ہوئیں اور مکاشفاتی رنگ میں پانے والے ان کو اگر پاتے رہے ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ ان واقعات کو حیرت سے کیوں سنتے ہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس نوعیت کی آگاہیوں کا تذکرہ اگر نہ کیا جاتا تو یہ واقعہ محل تعجب ہو سکتا تھا [48]۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض کوتاہ بینوں ضعیف اور نامعقول روایات کو بھی میلاد ناموں میں جگہ دی ہے۔ وہ چاہے واقعات کو رنگین بنانے کے لیے ہوں یا پھر زیب داستاں کے لیے، لیکن جو صحیح اور معتبر روایات کے ضمن میں ایک ذی شعور انسان کو بعض اوقات حیرانگی ہو جاتی ہے اس میں انسان کی اپنی کم مائیگی کا دخل زیادہ ہے ورنہ آج بھی بعض چیزیں انسان کو حیرت زدہ کر دیتی ہیں کیونکہ کائنات کے کئی سربستہ رازوں سے پردہ اٹھنے والا ہے ابھی"۔

---

[46]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 14.

[47]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 15.

[48]Muḥammadmuḍafara'lamjāwaid, urdū main mīlād al-nabī, 119.

محمد مظفر عالم جاوید صدیقی لکھتے ہیں۔

"میلاد ناموں میں بیان کی گئی روایات ممکن ہے عصر حاضر کی مادیت پرستی میں انسانی فہم و شعور کے معیار پر پوری نہ اتریں لیکن آج بھی اس کائنات کے بے شمار سربستہ راز انسانی ادراک سے بالاتر ہیں تو پھر قدرت کے جملہ اسرار و رموز کا احاطہ عقل انسانی کیونکر کر سکتی ہے۔"[49]

مولانا گیلانیؒ اسلام کے معتبر ناموں میں سے ایک نام ہے۔ انہوں نے ضعیف روایات کا سہارا نہیں لیا بلکہ قرآن سے اپنے موقف کے حق میں دلائل دیئے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کے ساتھ ساتھ زرقانی کی روایات کا سہارا بھی لیا ہے جو کہ ایک احتیاط پسند روایت نگار ہیں۔ سید سلیمان ندوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"کتب دلائل کے ان مصنفین کا مقصد معجزات کی صحیح روایات کو یکجا کرنا نہیں بلکہ کثرت سے عجب و غریب واقعات کا مواد فراہم کرنا تھا تاکہ ختم المرسلین کے فضائل مناقب کے ابواب میں متعدبہ اضافہ ہو سکے۔ یہ تنقید سید سلیمان ندویؒ کی طرف سے ان مصنفین کی جانب ہے۔ جنہوں نے زیب داستاں کے لیے غیر ضروری طور پر آپؐ کے معجزات کو بڑھانے کی کوشش کی ہے۔"[50]

لیکن زرقانی کے بارے میں سید سلیمان ندویؒ نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

"بعد کو جو احتیاط پسند محدثین آئے مثلاً زرقانی وغیرہ ان روایات کے نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ے تردید اور تصنیف بھی کرتے گئے۔ لیکن جو چیز اس وسعت کے ساتھ پھیل گئی ہو جو اسلامی لٹریچر کا ایک جزو بن گئی ہو، جو اس کی رگ وپے میں سرایت کر گئی ہو، اس کے لیے صرف اس قدر کافی نہیں بلکہ وہ مزید تنقید کی محتاج ہے خصوصاً اس لیے کہ ہمارے ملک میں میلاد کی مجلسوں میں جو بیانات پڑھے جاتے ہیں وہ تمام تر ان ہی بے بنیاد روایتوں سے بھرے ہوتے ہیں۔"[51]

اکثر و بیشتر میلاد ناموں کا سرمایہ جن کتابوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ ان کی نشاندہی کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔

"آنحضرتؐ کے آیات و معجزات پر جو مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کچھ تیسرے طبقہ میں اور بقیہ تمام تر چوتھے طبقہ کی کتابوں میں داخل ہیں[52]۔ متاخرین نے تمام عما طور پر یہ سرمایہ جن کی کتابوں سے حاصل کیا ہے۔ وہ طبری، طبرانی، بیہقی، ویلمی، بزار اور ابونعیم اصفہانی کی تصانیف ہیں"[53]

مولود ناموں کے مصنفین نے مواہب اللدینہ، معارج النبوت اور خصائص الکبریٰ کے مواد سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ان کا سرمایہ درج ذیل کتابوں سے ماخوذ ہے:

۱۔ کتاب الطبقات لابن سعد ۲۔ سیرت ابن اسحٰق ۳۔ دلائل النبوت ابن قتیبیہ ۴۔ دلائل النبوت از ابو اسحاق۔

درج بالا بحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ میلاد ناموں یا مولود ناموں میں جو روایات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ تو روایت ولادت کے لحاظ سے صحیح ہیں۔ لیکن ایک خاصی تعداد ایسی بھی جو صرف راویوں نے داستاں کو دلچسپ اور اثر آفریں اور سحر خیز بنانے کے لیے

---

[49]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 397/3.

[50]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 397/3.

[51]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 398/3.

[52]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 99,398,445/3.

[53]Qurānmajīd, ṣaḥāḥsitah, tārīkh islāmī sy istanbāṭ etc.

شامل کر دی ہیں۔ لیکن یہ امر باعث مسرت ہے کہ آج ہمارے پاس روایات کو جانچنے اور پرکھنے کے لے بے شمار مفید مقیاس موجود ہیں[54]۔ جن کی مدد سے ہم صحیح روایات کا اندازہ کرنے کے قابل ہیں۔ اس سلسلہ میں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی اپنی رائے بھی موجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”حدیث اور تاریخ میں فرق کرنا ضروری ہے۔ حدیث سے عقائد اور احکام پیدا ہوتے ہیں اس لیے اس میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔ لیکن تاریخ سے فقط واقعات معلوم ہوتے ہیں پھر جس معیار پر عموما تاریخی روایتیں جانچی جاتی ہیں۔ ان ہی پر میلاد مبارک کی روایتوں کو بھی چاہیے کہ جانچا جائے۔ کیونکہ میلادی روایتوں سے نہ عقیدہ کا پیدا کرنا مقصود ہے اور نہ کسی قانونی حکم کے استنباط میں ان سے کام لیا جاتا ہے۔“

واقدی کے بارے میں جو تنقید محدثین نے کی ہے۔ مولانا گیلانیؒ اس کا رد تو نہیں کرتے لیکن تاریخی واقعات کو واقدی سے لے لینے کو برا خیال نہیں کرتے بلکہ اس کو روا سمجھتے ہوئے کہتے ہیں۔

> ”تاریخی روایات میں بھی اگر واقدی بے چارے پر لوگ اعتماد نہیں کریں گے تو پھر تاریخ کا کتنا حصہ قابل اعتماد باقی رہے گا۔“[55]

مولانا گیلانیؒ اپنے اس رائے کے حق میں درج ذیل شرائط بھی لگاتے ہیں کہ

> ”ایک واقعہ ہوا ہے۔ بس اتنا ظاہر کرنا ہے اور اس کے لیے صرف یہ دیکھ لینا چاہیے کہ اگر درپیش کے حالات اس کے موئید ہیں یا نہیں۔؟ اور یہ کہ واقعہ کے امکان کے لئے قریبی قرائن موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور اس کے بعد ایسے ذرائع جن پر تاریخ میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ ان کے توسط سے ہم تک کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کی اطلاع پہنچتی ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے انکار کی گنجائش عقل ہو یا منطق آخر خواہ کیسے اور کیوں پیدا کرے گی“[56]

مولانا گیلانیؒ تاریخ اور حدیث کو جانچنے کے معیارات الگ رکھنے کے حق میں ہیں۔ اس لیے وہ فرماتے ہیں۔

> ”یہ ایک بڑا مغالطہ ہے کہ محدثین کی کڑی تنقید کا حربہ تاریخی روایتوں پر بھی چلا دیا جائے حالانکہ زمانہ حال کے متعلق جو تاریخی روایتیں جمع کی جاتی ہیں۔ یقین کیجئے کہ یکایک ان کا دفتر بے معنی ہو کر رہ جائے گا“[57]

مولانا گیلانیؒ بعض قرائن کے لحاظ سے صحیح لیکن ماخذ کے لحاظ سے ضعیف تاریخی روایات کو ماننے کے لیے روحانی بصیرت کو اہم قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ حضرت سہیل بن عبد اللہ تستریؒ (م:۲۷۳ھ / ۸۸۶ء) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

”جب وہ میلادی واقعات کو بیان فرماتے تھے تو سند کے جھگڑوں سے الگ ہو کر لکھا ہے کہ اپنی روحانی بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے۔ ”جب اللہ نے آنحضرتؐ کو حضرت آمنہؓ کے بطن مبارک میں ظاہر کرنا چاہا تو اس وقت رجب کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا۔ اس وقت خدا کے قدوس نے بہشت کے فرشتہ رضواں کو حکم دیا کہ فردوس کے دروازے کھول دو“[58] اور اس وقت پکارنے والے نے آسمان

---

[54] Īmāmabōḥanīfahkisiyāsī zindagi,220.

[55] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 15.

[56] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 15.

[57] Sharḥa al-aʿlāmatah al-zarqānī (Beirūt: dar al-kutab al-iʿlmiyah, 1996), 196/1.

[58] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 17.

اور زمین میں پکارنا شروع کیا کہ چھپا ہوا محفوظ نور آج کی رات آمنہ کی شکم مبارک میں ٹھہرتا ہے اور یہیں آپ کی شکل وصورت تیار ہو گی اور وہ دنیا کو خوشخبریاں دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے آگے بڑھے گا۔[59]

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شریعت یعنی آنحضرتؐ کی بتائی ہوئی باتوں میں الہام اولیاء صحبت نہیں لیکن دیدہ دیدہ میں تزاحم نہ ہو تو پھر مشنیدہ سے اگر وہ ٹکرائے تو ٹکرانے دو، قوی ضعیف کو خود مغلوب کرے گا[60]۔ مولانا گیلانیؒ بحث کو سمیٹتے ہوئے اس موقف کو دہراتے ہیں کہ "ان مکاشفات و مشاہدات کے سننے سے واقعات کو جو کسی زمانے میں پیش آئے تھے، ان کا علم ہوتا ہے دل کی روشنی بڑھتی ہے ایمان شاداب ہوتا ہے اور آج بھی روحانی بصیرت رکھنے والے جن چیزوں کو پاتے ہیں ان کی توثیق و تصدیق ان روایات سے ہوتی ہے۔"[61]

ولادت باسعادت کی پیش گوئیاں جو مختلف تاریخ اور حدیث کی کتب میں موجود ہیں اور جو مولود ناموں میں شامل کی گئی ہیں۔ اسی طرح "ظہور نور" میں جو شامل کی گئی ہیں اس کے بارے میں مولانا گیلانیؒ بڑے مدلل اور خطیبانہ انداز میں واضح کرتے ہیں کہ ایسے ہی ہے جیسے دوسرے انبیاء کو مکاشفات میلاد کیوں ضروری ہیں اور ان کا ہونا کیا ثابت کرتا ہے مولانا گیلانیؒ کے درج ذیل وضاحتیں اور دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

میلادی مکاشفات کے حق میں مولانا گیلانی کے دلائل

ارشاد ربانی ہے

> رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [62]
>
> اے ہمارے پروردگار! اس جماعت کے اندر ان ہی میں ایک ایسا پیغمبر مقرر فرما جو ان لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں اور تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حضرت محمدؐ کی بعثت کی دعا ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد کی اور آنحضورؐ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

"میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا ظہور ہوں۔" ۶۴[63]

۲۔ اسی طرح ایک اور آیت مبارکہ اس طرح ہے کہ

> وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ [64]
>
> "جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ تاکہ تمہارے جو تورات ہے اس کی تصدیق کروں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اور اس کا نام احمدؐ ہے۔ پھر جب وہ کھلی نشانیاں لے کر آیا تو بولے یہ صریح جادو ہے۔"

---

[59]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 17.

[60]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 17.

[61]Al-baqarah: 129/2.

[62]Maulānāashrafa'līthānwī, tafsīrbiyān al-qurān, 17.

[63]Al-ṣaf: 61/6.

[64]Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 337/3.

اس آیت مبارکہ میں بھی واضح طور پر آنحضورؐ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے بلکہ ان کا نام بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یہودی و نصرانی رسولؐ موعود کے منتظر تھے اور ان کی آمد کی علامتوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ سید سلیمان ندویؒ اس بارے میں لکھتے ہیں۔

"احادیث سیر اور دلائل کی کتابوں میں تو بہت سی ایسی روایتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہور نبویؐ کے عہد میں یہود و نصاریٰ خاص طور سے آنے والے پیغمبر کے منتظر تھے اور کے جلد ظہور اور بعثت کی پیشن گوئیاں کر رہے تھے"[65]

ورقہ بن نوافل کے واقعہ میں جیسا کہ انہوں نے غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے واقعات سن کر بتا دیا تھا کہ یہ وہی رسولؐ ہیں جن کی بشارت انجیل نے دی ہے۔ اس طرح سے مولانا گیلانیؒ نے جو خوابی مکاشفات کا ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ خوابی مکاشفات قرآن سے ثابت ہیں تو آنحضورؐ کے مکاشفات بھی صحیح ہیں۔ مثال کے طور پر وہ حضرت یوسف کا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایک معصوم اور خوبصورت بچہ اپنے بزرگ باپ کی گود میں بیٹھا بیٹھا کہہ رہا تھا، ابا جان رات میں نے عجب تماشا دیکھا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سورج اور چاند اور ان کے ساتھ گیارہ ستارے میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں"۔

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ [66]

"مقدس باپ بچہ کے منہ پر ہاتھ رکھتا ہے اور گھبر اکر کہتا ہے کہ بیٹا! اس خواب کو کسی سے نہ کہنا"[67]

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا

اس طرح ایک اور قیدی کے خواب کا ذکر ہے جس میں اس نے دیکھا کہ

وَقَالَ الآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ [68]

دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ جیسے اپنے سر پر روٹیاں لیے جاتا ہوں اور اس میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی تعبیر بتا۔ ایک اور خواب کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔

ایها الصدیق افتنا فی سبع بقرات سمان یاکلهن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر واخر یابسات لعلی ارجع الی الناس لعلهم یعلمون [69]

"اے یوسف اے صدق مجسم! آپ لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیں ہوتی ہیں ان کو ساتھ دبلی پتلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور اس کے علاوہ سات خشک بھی ہیں تا کہ میں ان لوگوں پاس لوٹ جاؤں اور بیان کروں تا کہ ان کو بھی معلوم ہو جاوے"

ان درج بالا تینوں خوابوں کو بیان کرتے ہوئے مولانا گیلانیؒ لکھتے ہیں کہ

"ان کی تعبیر سچ ہوئی۔ حضرت یوسفؑ کے خواب میں آپ کے بھائیوں نے آپ کے خلاف تدبیر کی اور نقصان پہچانے کی کوشش کی اور یہ خواب کے کچھ عرصہ بعد ہوا۔ اس طرح پرندوں کے روٹیاں نوچنے والے خواب میں اس قیدی کو پہلے ہی بتا دیا گیا کہ اس کو سزائے موت ہو گی اور پھر سات گائیوں دبلی گائیوں کے کھا جانے کو قحط سے تعبیر کی گئی۔ جو حرف بہ حرف سچ اور صحیح ثابت ہوتی ہے۔"

---

[65]Al-yousaf: 12/4.
[66]Al-yousaf: 12/5.
[67]Al-yousaf: 12/36.
[68]Al-yousaf: 12/46.
[69]Aḥmad bin shuaʿīb al-nisāʾī (Lāhōr: al-maktabah al-salfiyah, 56/6.

مولانا گیلانیؒ اِن خوابوں کو مکاشفہ سے تشبیہ دیتے ہوئے موقف اختیار کرتے ہیں کہ اگر ان کو خواب میں آئندہ ہونے والے واقعات علم ہو جاتا ہے تو پھر آنحضورؐ کی میلادی مکاشفات کو بھی حیرت انگیز نہیں لینا چاہیے۔ پھر مولانا گیلانی نے تاریخ کے اس اہم ترین موڑ کو جو آنحضورؐ کو غزوہ احزاب میں خندق کھودتے ہوئے پیش آیا تھا۔ جب کدال کو سخت چٹان پر آپؐ نے ضرب لگائی تو اس میں سے روشنی نکلی۔ مولانا لکھتے ہیں۔

> ''تین تین دفعہ روشنی کی اس جگمگاہٹ نے آخر بے اختیار کر دیا اور مڑ کر اس سے جس سے سب کچھ پوچھا جاتا تھا روشنی دیکھنے والے درویش نے پوچھا''

یابی انت واصی یا رسول الله وقد رایت ذالک یا سلمان، یہ روشنی کیا تھا؟ جواب میں فرمایا جاتا ہے۔ جواب میں فرمایا جاتا ہے۔ اے سلمان! کیا نے بھی روشنی دیکھی؟۔۔۔۔ پھر سمجھایا جارہا تھا۔ ''پہلی روشنی میں یمن کھولا گیا'' ''دوسری روشنی میں مغرب اور شام کھولا گیا'' ''تیسری روشنی میں مشرق کھولا گیا'' [70]

برسوں بعد جب یہ ممالک کھلتے اور فتح ہوتے چلے جاتے تھے تو درویشوں کی اس ٹولی کا ایک وارستہ مزاج درویش یہ اعلان کرتا جاتا تھا

> ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے، کہ تم لوگوں نے جس شہر کو بھی فتح یا جس کو قیامت تک فتح کروگے ان کی کنجیاں خدائے تعالیٰ رسول اللہؐ کو پہلے سے دے چکا ہے۔''[71]

مولانا گیلانی نے ان واقعات کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہوئے مکاشفات کو برحق اور اہم قرار دیا ہے۔ چاہے وہ خوابی ہوں یا بیداری کی حالت میں ہوں، آنحضورؐ کے معراج النبیؐ کے مشاہدات کو بنیاد بنا کر مولانا گیلانیؒ اس بات کے سخت حامی ہیں کہ مکاشفات کا عمل انبیاء سے بھی کرایا گیا اور انبیاء کے لیے بھی ہوا۔ اسی طرح تورات اور انجیل کے مختلف حوالوں سے مولانا گیلانیؒ یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ آنحضورؐ کی بعثت کی خبر دو ہزار سال پہلے ہی سنا دی گئی تھی اور یہ مختلف کتابوں میں موجود رہی اسی طرح ظہور نور میں مولانا گیلانیؒ کا یہ استدلال بھی وزنی اور لائق توجہ ہے کہ قیامت کے آنے اور ظہور پذیر ہونے اور جنت و دوزخ کے برپا ہونے کو سب مانتے ہیں اور یہ سارے لوگ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ آنحضورؐ سارے انبیاء و رسل کے آگے آگے میدان حشر میں آئیں گے ان ہی کی مبارک انگلیاں جنت کی زنجیروں سے مس ہوں گی ان ہی کی زباں سب سے پہلے شفاعت کے لئے کھلے گی[72]۔ ان ہی کے پیچھے بنی آدم کا سب سے بڑا گروہ ہو گا[73] ان ہی کے پنجۂ سیمیں میں حمد کا پھریرا ہو گا۔ ان ہی کی ساری اولاد یعنی حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ بھی وہی اللہ کے عرش و جلال کے سامنے اس مقام پر ہوں گے جہاں کوئی نہ ہو گا[74]۔ وہ اس وقت بولیں گے جب سب چپ ہوں گے۔

مولانا گیلانیؒ اس سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں

> ''پھر آنے والے غیب میں جس کے شان و شکوہ جاہ و جلال کا یہ حال ہو گا تو پھر کیا ہوا اگر ماضی کو گزرنے والے غیب میں قرب ظہور کے وقت یہ باتیں ہویدا ہائیں اور خاص نقوش پر ان ہی کی تجلیاں کسی نہ کسی میں چمک گئی تھیں یا خواب یا رویا میں دیکھنے والوں نے دیکھا۔'' [75]

---

[70]Sīratibn-e-hashām, 189/1.

[71]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 18.

[72]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 18.

[73]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 18.

[74]Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 19.

[75]ṣidqjadīd (Lakhno, 13 August, 1954), shumārah: 3700, 4.

مولانا گیلانیؒ نے جتنی روایات بیان کی ہیں وہ صحیح اور معیار مطلوب پر پوری اترتی ہیں۔ سوائے قصر کسریٰ، بحیرہ ساوہ اور آتش کدہ ایران کے واقعات کا ذکر جس روایت میں ہے اس کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اسی لئے ظہور نور جب شائع ہوئی(۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ھ) تو اس وقت صدق جدید لکھنؤ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"چلی ہوئی میلادی روایات عموماً میلادی مکاشفے ہیں اور مولانا نے ان کی حیثیت اپنے مخصوص رنگ میں خوب نمایاں کر دیا ہے۔ ساری کتاب اول سے آخر تک اس حیثیت کو علمی بصیرتوں کے ساتھ ساتھ والہانہ انداز بیان کی دلچسپیوں کا رنگین گلدستہ ہے۔ نگاہ کو صرف ایک چیز کھٹکی سب سے آخری روایت جو قصر کسریٰ کے کنگرے گرنے، آتشکدہ، ایران کے بجھنے اور چشم ساوہ کے خشک ہونے سے متعلق ہے۔ اس میں اصل تنقید طلب واقعات کی ہم زمانی ہی ولادت رسول کے ساتھ تھی، اس کا ثبوت تاریخ کے اعلیٰ معیار سے نہ سہی اوسط معیار سے بہر حال ہونا تھا۔"[76]

مولانا صفی الرحمنٰ مبارک پوری نے بھی ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بیہقی کی روایت ہے لیکن امام محمد غزالی نے اس کو درست تسلیم نہیں کیا[77]۔ سید سلیمان ندوی نے بھی اس روایت کو طویل بحث کے بعد تمثیلی اور آئندہ ہونے والے واقعات کی علامت قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

"آنحضرتؐ کے عہد رسالت میں یا بعد کو جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ان کا وقوع آنحضرتؐ کی ولادت کے زمانہ میں تسلیم کر لیا گیا ہے اور ان کو بحیثیت معجزہ کے آئندہ واقعات کا پیش خیمہ بنا لیا گیا ہے۔ مثلاً آپؐ کے زمانہ میں بن پرستی کا استیصال ہو گیا کسریٰ و قیصر کی سلطنتیں فنا ہو گئیں، ایران کی آتش پرستی کا خاتمہ ہو گیا، شام کا ملک فتح ہوا ان واقعات کو معجزہ اس طرح بنایا گیا کہ جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو کعبہ کے تمام بت سرنگوں ہو گئے، قصر کسریٰ کے کنگر ہل گئے، آتش کدہ فارس بجھ کر رہ گیا، نہر ساوہ خشک ہو گئی ایک نور چمکا جس سے شام کے محل نظر آنے لگے۔"[78]

لیکن مولانا گیلانیؒ کا خیال ہے کہ

> "یہ واقعات ان کتابوں میں درج ہیں جن کے مصنفین تیسری، چوتھی صدی میں ایوان کسریٰ کے قریب بغداد میں رہتے تھے اور یہ واقعات مسلمانوں میں ابتدا سے مشہور تھے، اب اگر ایوان کسریٰ کے کنگرے نہیں گرے تھے تو یہ عینی شہادتوں سے اس کو غلط ثابت کر سکتے تھے" [79]

مولانا مزید لکھتے ہیں۔

"نیز کنگروں کا گر جانا، آگ کا بجھ جانا، دریاؤں کا خشک ہو جانا ایک معمولی سی بات ہے دریائے ساوہ تو اس زمانے سے لے کر اس وقت تک حضرت موت کے میدانوں میں خشک پڑا ہے[80] ایران کا آتشکدہ بھی قطعاً بجھ چکا ہے طاق کسریٰ کے کنگرے بھی گر چکے ہیں اب رہ گئی بات کہ آیا ان واقعات کا تعلق سرور کائناتؐ کی ولادت سے ہے یا روز مرہ پیش آنے والے واقعات و حوادث سے ہے۔ ہم اہل اسلام اس کو ولادت کے آثار بتاتے ہیں۔ ہمارے مورخین ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ مخالف کو اختیار ہے کہ اس کے لیے کوئی دوسرا اسباب

---

[76] Maulānāṣafī al-raḥmānmubārakpōrī, al-raḥīq al-makhtōm (Lahōr: al-maktabah al-salfiyah,2003), 83.

[77] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 26,37.

[78] Syed sulymānnidwī, sīratalnabī, 404/3.

[79] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 26,37.

[80] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 37.

تراش لے۔ خود کائنات کے اس نظام کو ایمان والے حق سبحانہ تعالیٰ کی کار فرمائیوں کی جلوہ گاہ یقین کرتے ہیں لیکن شکیوں کو اس میں بھی شک ہے وہ سب کچھ مادہ مجہول لفظ سے نکلا ہو امان کر مطمئن ہو چکے ہیں۔ ایسی باتوں کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔"

چشم بد اندیش کر کندہ باد عیب نماید ہنر ش در نظر [81]

عرب کی جدید جغرافیائی اطلسوں میں اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں عام شارحین حدیث و سیر و بحیرۂ ساوہ کی نشاندہی کے فارس کے اس علاقے میں کرتے ہیں جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے کہتے ہیں کہ اس علاقہ میں جہاں آج کل ساوہ نامی شہر آباد ہے پہلے ایک دریا تھا جس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ مگر عہد ولادت کے زمانہ میں خشک ہو گیا اور اسی جگہ پر شہر آباد ہے۔

حاصل بحث

بعض میلادی مکاشفات کا معیار مطلوب پر پورا اترنا شاید ثابت نہ ہو مگر مولانا گیلانی نے ان روایات کے ذریعے عام مسلمانوں میں ایمان کی حرارت اور نبی کریم ﷺ سے جو عقیدت پیدا ہوتی ہے اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میرے نزدیک میلاد مبارک ایسے تاریخ واقعات جن کا کشف و مشہود بعض خاص نفوس کو ہوا زیادہ سے زیادہ عام تاریخی روایات کو جانچنے کے جو قدرتی ذرائع ہیں انہیں کے معیار پر جانچ لینے کے بعد میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے بیان کرنے سے لوگ خواہ مخواہ ہچکچائیں ان مکاشفات و مشاہدات کے سننے سے واقعات جو کسی زمانے میں پیش آئے تھے ان کا علم ہوتا ہے دل کی روشنی بڑھتی ہے۔ ایمان شاداب ہوتا ہے اور آج بھی روحانی بصیرت رکھنے والے جن چیزوں کو پاتے ہیں ان کی توثیق و تصدیق ان روایات سے ہوتی ہے۔" [82]

---

[81] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 37.

[82] Maulānāgīlānī, ḍahōrnōr, 37.

BIBLIOGRAPHY

1. Al-Quran Ul Majeed
2. Moulana Syed Manazar Ahsan Gilani, Zahoor e Noor (Naya Milad Nama) Hyder Abad Dhakkan, India, 1954
3. Moulana Syed Manazar Ahsan Gilani, Imam Abu Hanifa ki siyasi zindagi, Karachi Nafees Academy, 1984
4. Muḥammadḍafaraʻlamjāwaidṣadīqī, urdu main mīlād al-nabwī (Lahōre: fiction house, 1998)
5. Muḥammadaʻbdul al-bāqīfawād, al-muʻjam al-mufharas, al-alfādh al-qurān al-karīm (qahirah: dar al-kutab, 1945)
6. Maulvīnōr al-ḥassannay'ar, nōr al-lughāt (Lakhnaō: nay'ar press pāṯānah, 1928)
7. ḥassanmathnānidwī, sayārah digest, mahnāmah (Lahōr:1973)
8. Dr Anwar maḥmōdkhālid, urdunathar main sīratrasōl (Laḥor: Iqbāl academy, 1989)
9. Shamīmaḥmad, darsbalāghat (New delhī: urdubeuru, S.N)
10. Shiblī naomānī, mawāznah anīswadabīr, Lahore Sartaj Book Depot, SN
11. Dr aḥsan zaidī, urdu main manqabat nigari (Lāhōr: fīr edition Ph.D, punjāb university)
12. Maulānāabdulmājiddaryābādī,taṣarahkutab (Lakhnaō: ṣidqjadīd, haftahrōzah, 13 August, 1954)
13. Syed Maulānāabū al-aʻlāmoudōdī, sīratsarwaraʻlam (Lāhōr: idārahtarjumān al-qurān, 1989)
14. Sharḥa al-aʻlāmatah al-zarqānī (Beirūt: dar al-kutab al-iʻlmiyah, 1996)
15. Aḥmad bin shuaʻīb al-nisā'ī (Lāhōr: al-maktabah al-salfiyah
16. Sidq e jadīd (Lakhnow, 13 August, 1954), shumārah:3700,4
17. Maulānāṣafī al-raḥmānmubārakpōrī, al-raḥīq al-makhtōm (Lahōr: al-maktabah al-salfiyah,2003)
18. Suleman Nadvi, Sayed, Seerat ul Nabi, Zahid Bashir Printers, Lahore, 1991
19. Ashraf Ali Thanvi, Tafseer Biyan Ul Quran, Taj Company, Lahore SN